گھونسلہ

۷۸۶

برات آ گئی۔ برات آ گئی، گلی کے نکڑ سے باجے کے شور کے ساتھ آواز آئی۔ سب سہیلیاں دلہن کو چھوڑ کر کمرے سے باہر کی طرف بھاگنے لگیں۔ دلہن بنی گٹھری کے دل میں بھی شوق جاگا۔ وہ بھی کمرے سے نکل کر برامدے کے ایک کونے میں جا کر جھروکے سے دیکھنے لگی۔ سفید پھولوں کے سہرے میں چھپا گھوڑے پر سوار۔ ناچتے گاتے دوستوں کے ہمراہ آہستہ آہستہ ڈیوڑھی میں کوئی داخل ہو رہا تھا۔ صحن کے بیچوں بیچ گھوڑا آ کر رک گیا۔ گھوڑے کے آگے ناچنے والے دوست احباب بھی ادھر ادھر ہو گئے کچھ وقت کے لئے ڈھول اور باجے والوں نے بھی اپنے ہاتھ روک لئے۔

بڑے بھیا نے آگے بڑھ کر دولہا کو سہارا دے کر گھوڑے سے نیچے اتارا۔ چھوٹے بھیا نے گلے میں بڑا سا ہار پہنایا۔ ابا نے گلے سے لگایا۔ کچھ خواتین آگے بڑھیں اور دولہا کو کام دار ڈوپٹے کے سائے میں لے لیا۔ دولہا بہت سارے لوگوں کی سنگت میں اور آگے بڑھا۔ اماں نے پیار سے بلائیں لیں۔ راستے میں کھڑے لڑکے اور لڑکیوں نے دولہا اور براتیوں کے اوپر پھولوں کی پتیاں برسائیں اور گلے میں ہار پہنائے۔ سجے سجائے راستے سے ہوتا ہوا دولہا۔ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بڑے چبوترے پر سجی ہوئی مسند پر بیٹھ گیا۔

اسنے دیکھا سب براتیوں کے پیچھے سجی سجائی ایک سرخ رنگ کی ڈولی بھی آ رہی تھی۔ اسکا دل خوشی سے دھڑکنے لگا۔۔۔۔۔۔۔ یہ کیا۔۔؟ کیا وہ اس ڈولی میں بیٹھے گی۔؟

سب کچھ ایسا ہی جیسے وہ کبھی خوابوں میں سوچا کرتی تھی۔ گھوڑے پہ سوار سفید پھولوں کے سہرے میں ڈھکا ہوا دولہا۔ پیچھے سرخ ڈولی میں سوار دلہن۔ ڈھول اور باجوں کی گونج میں بے شمار چلتے ہوئے براتی۔

کہیں وہ خواب تو نہیں دیکھ رہی ہے۔۔۔؟ سیڑھیوں پر چڑھنے کی آوازیں آنے لگیں۔ وہ جھروکے سے ہٹ کر پھر کمرے میں اپنی مسہری پر جا بیٹھی۔ شاید میں خواب ہی دیکھ رہی ہونگی۔ اس زمانے میں کون گھوڑے پر سوار ہو کر آتا ہے۔ کہیں مجھے اپنے

بچپن میں دیکھی ہوئی کسی شادی کا تو خیال نہیں آ رہا ہے۔اب تو دولہا کار میں بیٹھ کر آتا ہے اور دلہن بھی کار میں جاتی ہے۔ پر میرا تو ایسی ہی شادی کا ارمان تھا۔اپنے بچپن میں عشرت باجی کی شادی بھی تو اسی طرح ہوتی دیکھی تھی۔اس وقت میں چھ سات سال کی ہونگی۔اس وقت مجھے سفید پھولوں کا سہرا بہت اچھا لگا تھا۔اور عشرت آپا بھی پھولوں سے سجی ڈولی میں بیٹھ کر روتی ہوئی رخصت ہوئی تھیں۔

تو کیا رسم کے مطابق مجھے بھی اب رونا ہوگا۔۔۔؟ وہ ہنس پڑی۔اور پھر ہنستے ہنستے رونے لگی۔کیا رونا خود سے آتا ہے۔۔؟ کسی نے ڈانٹا بھی نہیں۔اتنے اچھے کپڑے اور قیمتی زیور بھی پہنے ہیں پھر بھی آنسو ہیں کے رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے وہ چپکے چپکے گھونگٹ میں روتی رہی۔کچھ ہی دیر میں۔طاہر چچا رجسٹر لئے آ گئے۔پاس بیٹھی ہوئی لڑکیاں اِدھر اُدھر ہو گئیں۔اماں دروازے کے پاس کھڑی تھیں ڈوپٹے کے پلو سے آنسو چھپا رہی تھیں۔دادای نے بڑھ کر سر پر ہاتھ رکھا۔چچی نے چچا کے ہاتھ سے رجسٹر لے کر اسکی گود میں رکھ دیا۔چچا کی ہلکی سی لرزتی ہوئی آواز تھی۔

'بیٹا میں تمہارا وکیل ہوں اور نکاح کی رسم ادا کر رہا ہوں۔یہ نکاح نامے کے پیپرز ہیں۔انہیں تم پڑھ لو۔ بارضا اور باخوشی دستخط کر دو۔یہ زمانے کا دستور ہے بڑے بڑے بادشاہ اور راجا بھی اس کو نہیں توڑ سکے۔ہر لڑکی باپ کا گھر چھوڑ کر اپنے گھر جاتی ہے۔اسلئے اپنے دل پر کوئی بوجھ مت لو۔اور خوشی سے سائن کر دو۔اسکا دل زور سے دھڑکا۔جس شخص کو اسنے دیکھا نہیں۔ جانا نہیں۔سمجھا نہیں۔وہ تین دستخط سے میرے وجود کا خوشی اور ناخوشی کا مالک بن جائے گا۔میری زندگی کی ڈور اب اس کے ہاتھ میں ہوگی۔اسکی ہر خوشی کو پورا کرنا میرا اوّلین فرض ہوگا۔چاہے اسمیں میری مرضی شامل ہو یا نا ہو۔وہ سوچ میں پڑ گئی۔طاہر چچا کی مشفق آواز پھر ہوا میں ابھری۔

'بیٹا کیا سوچ رہی ہو۔اپنی رضا اور خوشی سے کر دو یہ دستخط۔یہ تمہارا حق ہے۔یہ دستور ہے زمانے کا۔'اس وقت اسکے اندر سے خوشی کچھ دیر کے لئے دھوئیں کی طرح اڑ گئی۔اس نے بے بسی سے اپنے اردگرد دیکھا۔اماں سر جھکائے نہ جانے کس سوچ میں تھیں۔اب وہ سوچ رہی تھی۔اسوقت اندر اور باہر معزز لوگوں کو جمع کر کے مجھے ایک کونے میں بٹھا کر کہا جا رہا ہے۔'تمہاری رضا۔تمہارا حق۔'اس وقت میں کیا حق کا استعمال کروں۔چچا کیا یہ رسمی جملہ کہنا ضروری تھا۔۔۔؟ ایسے ہی دستخط کرنے کے لئے حکم دے دیا ہوتا۔میری جیسی لڑکیوں کی تو پنجرے میں بند چڑیوں سے بھی کم حیثیت ہوتی ہے۔کم از کم انہیں موقع ملتے ہی اڑ جانے کا حق تو ہوتا ہے۔اور میری جیسی لڑکیوں کو زبان پر تالا لگا کر سرخ جوڑے میں۔ڈولی میں بٹھا دیا جاتا ہے۔ہر عزیز کان میں آ کر ایک ہی بات مختلف انداز میں کہتا ہے۔لوگ اتنا زیادہ گھیراؤ کرتے ہیں کہ کب ایک گھر کی مکین کی نظروں سے اسکے در و دیوار جدا ہوئے۔پتا ہی نہیں چلتا۔ سر اٹھا کر دیکھتی ہے تو اجنبی شہر۔پرائے گھر کا دروازہ۔اجنبی چہرے اور وہ اکیلی سہمی ہوئی اس چڑیا کی طرح جس کے پر کاٹ دئے ہوں۔پنجرے کا دروازہ بند۔تنہائی ہی تنہائی۔دل فریاد بھی کرے تو مٹھاس سے۔روئے بھی تو ایسے کے آنکھوں سے آنسو نہ بہیں۔

وہ دکھ سے پہلوں بدل کر بیٹھی اور پھر سوچنے لگی کیا وہ ایک بے جان مورتی ہے۔۔؟اس کے سینے میں دل نہیں دھڑکتا۔ کیا اس کی پسند ناپسند کچھ نہیں۔اماں چوڑیاں بھی پہناتی تھیں تو رنگ پسند کراتی تھیں۔اور جب میری زندگی کا فیصلہ کیا تو یہ بھی بتانے کی ضرورت نہیں سمجھی کے وہ شخص جس کے ساتھ مجھے پوری زندگی گزارنی ہے وہ کیسا ہے۔گورا ہے یا کالا ہے۔۔؟نرم دل ہے یا پتھر ہے۔ میں اس کے ساتھ جی بھی سکوں گی یا نہیں۔۔۔۔۔؟ چھ مہینے سے گھر میں چہمے گویاں ہو رہی تھیں لیکن اسے کچھ بھی اندازہ نہیں ہوا۔ دادی کو ایک دن کہتے سنا۔'لڑکے کا رنگ روپ نہیں دیکھا جاتا کمائی دیکھی جاتی ہے۔۔بیوی اور بچوں کی ذمہ داری اٹھا بھی سکتا ہے یا نہیں۔۔۔۔۔اور بس۔

'بیٹا کیا سوچ رہی ہو۔۔؟ چچا کب سے کھڑے انتظار کر رہے ہیں۔یہ اماں کی ہلکی سی تنبیہ اور بے چارگی کی آواز تھی۔ اور پھر اسنے بہت بے بسی کے عالم میں قلم لے کر اپنے قسمت نامے پر تین جگہ سائن کر دئے۔چچا اپنے آنسو ضبط کرتے ہوئے رجسٹر لے کر باہر نکل گئے۔گھر کی سب خواتین نے گھیراؤ کر کے بہت ساری دعائیں دیں۔دلی طور پر جہاں خوشی اور اطمنان تھا۔وہاں دل بھی دکھ سے لبریز تھے۔آنکھیں نم تھیں۔اسکی عزیز ترین دوست اس کے نزدیک ہوئی۔اسکا جھکا ہوا چہرہ اوپر کیا اور ماتھے پر پیار کرتے ہوئے شرارت سے بولی۔

'اجازت ہے پیار کرنے کی۔۔۔یا پھر۔۔۔۔۔جملہ حقوق محفوظ'

کوئی اور وقت ہوتا تو وہ نہ جانے جواب میں کیا کہتی۔زخمی ہرنی کی طرح آنکھیں اوپر کر کے بولی۔

'بکی نہیں ہے تمہاری دوست۔نئے رشتے کے معاہدے پر صرف سائن کئے ہیں۔اگر پسند نہیں آیا تو توڑ دونگی یہ معاہدہ'اسکی دوست نے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔پھر وہ غصے سے بولی۔

'دیکھا تم نے۔میرے اپنوں نے مجھے کس طرح بہلا پھسلا کر سائن اس طرح کرا دیئے جیسے میرا سودا کیا جا رہا ہو۔جسے میں نے دیکھا تک نہیں اور میں پاگل پچھلے چھ ماہ سے خاموش تھی لعنت ہو ایسی فرمانبرداری پر۔ایک بار بھی نہیں بول سکی کے میں شادی سے پہلے اس شخص سے ملنا چاہونگی۔صدیاں گزر گئیں۔مشرقی عورت کی اسیری نہیں ختم ہوئی ایک قید کے بعد دوسری قید'وہ نہ جانے کیا کیا غبار نکالتی کے پھپھو نے آ کر کہا۔'صائمہ اپنی دوست کو جلدی تیار کر دو۔باہر نکاح کی رسم ختم ہوگئی ہے۔اور کھانا کھاتے ہی روانہ ہونا ہے'صائمہ نے بڑھ کر ایک بار پھر پیار کیا اور ڈوپٹہ درست کرتے ہوئے بولی۔

'پیاری دوست غصہ تھوک دو۔دلہن کے چہرے پر یہ نہیں سجتا۔ہلکی سی مسکراہٹ لاؤ چہرے پر اور اب نئے سفر کی تیاری کرو۔جوڑے آسمانوں پر بنتے ہیں۔خدا پر یقین رکھو۔تمہارے ساتھ کچھ بھی برا نہیں ہوگا کیونکہ تم بلاشبہ اچھی لڑکی ہو۔اور دوست سرپرائز میں تو بہت مزہ آتا ہے۔تم نے ہی نہیں دیکھا ہے سب بڑوں نے تو دیکھا سمجھا اور پرکھا ہے۔اچھا ہی ہوگا۔اور تم بھی تو خواب

دیکھا کرتی تھیں۔گھوڑے پر سوار سفید پھولوں کے سہرے میں ڈھکا۔سجی سجائی ڈولی میں بیٹھی دلہن یہ گئے وقتوں کی شادی تھی پھر بھی تمہارا یہ سپنا پورا ہوا۔اطمنان رکھو۔گھوڑے پر آنے والا دولہا بھی تمہارے خوابوں جیسا ہی ہوگا۔اور اگر کہیں کچھ کمی ہو بھی تو کاٹ چھاٹ کر لینا۔اس فن میں تم اچھی خاصی ماہر ہو۔'

صائمہ نے ایک بار پھر اسے خوش کرنے کے لئے گدگدایا۔دونوں سہیلیاں ہنسنے لگیں۔تھوڑی ہی دیر میں رخصتی کا اعلان ہوا۔اور وہ خریدے ہوئے مال کی طرح ڈولی میں بٹھادی گئی۔کہاروں نے ڈولی کاندھے پر اٹھائی۔اس نے اپنی آنکھوں سے آنسوں صاف کئے۔تو یہ تھا میرا خواب جو پورا ہوا۔

ڈولی ٹرین اسٹیشن پر ایک ڈبے کے ساتھ جا کر لگی اور کچھ خواتین کے ساتھ وہ ڈبے میں سوار ہوگئی۔رات کے آخری حصے میں وہ اس گھر کے دروازے پر تھی جسکو کبھی پرایا اور کبھی اپنا گھر بتایا جاتا تھا۔بچپن سے سنتی آئی تھی۔پرایا دھن ہے۔پرائے گھر جانا ہے۔کچھ سلیقہ سیکھو۔آج سے پہلے کبھی اسنے پرائے گھر کے لئے سوچا ہی نہیں تھا۔اور آج وہ پرائے گھر میں داخل ہو رہی تھی۔'میں پرایا دھن تھی۔پرائے گھر میں آ گئی ہوں۔تو میرا اپنا کیا ہے۔۔۔۔؟ وہ پرایا کہاں ہے۔جس کا میں دھن ہوں۔۔۔۔؟ یہ پرایا گھر میرا کب ہوگا۔کیا میں کوئی خانہ بدوش ہوں۔۔۔نئی دلہن۔بہت سارے خیالوں میں گھری ستاروں کی چھاؤں میں۔دو خواتین کے ہمراہ صحن سے گزرتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔کمرہ پھولوں کی خوشبوں سے مہک رہا تھا۔کسی نے بہت مہارت اور خوبصورتی سے کمرہ سجایا تھا ایک لمحے کو وہ حیران رہ گئی۔اسکی پسند کی خوشبو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔بڑا سا کمرہ۔کریم کلر کی بے داغ دیواریں۔درمیان میں بڑا سا ڈبل بیٹ بے داغ سفید بستر موٹے موٹے کشن پاؤں دھنسنے والا کارپٹ۔بیڈ کے ساتھ بھاری بھاری سائیڈ ٹیبل Sidetable۔ٹیبل پر بڑے بڑے لیمپ۔آمنے سامنے کی دیواروں پر دو خوبصورت پینٹنگز۔کمرے میں دودھیا روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ایک خاتون نے بڑھ کر اسے سہارا دیا۔کئی گھنٹوں کے ٹرین کے سفر نے اسے کچھ تھکا دیا تھا۔بال بھی کچھ بے ترتیب ہو رہے تھے۔دلہن کو پھر نوک پلک سے سجایا گیا۔اور ایک خاتون اسے آرام دہ بستر پر بٹھا کر چلی گئیں۔وہ سر جھکائے گھونگٹ میں خود کو چھپائے بیٹھی تھی۔دل ہی دل میں ہنس بھی رہی تھی۔یہ کیا بے وقوفانہ اور بچکانا حرکت ہے۔منہ چھپا کر اور سر جھکا کر بیٹھنا اسے بہت عجیب لگ رہا تھا۔وہ صوفے پر بھی تو سلیقے سے بیٹھ سکتی تھی۔آخر یہ سجا ہوا پلنگ ہی کیوں دلہن کی قسمت میں ہوتا ہے۔کیا اب اسے شرما کر آنکھیں بند کرنے کی بھی رسم ادا کرنی ہوگی۔جبکہ میری آنکھیں منتظر ہیں اس شخص کو دیکھنے کے لئے جو میرا شریکِ زندگی منتخب ہوا ہے۔پھر میں سر نیچا کر کے آنکھیں کیوں بند کروں۔ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہی تھی کہ دروازے پر ہلکی سی دستک کے بعد دروازہ کھلا۔اور بھاری قدموں کی آواز قریب آ گئی۔وہ رسم کے لئے نہیں غیر ارادی طور پر قدرِ جھک بھی گئی اور آنکھیں بھی نیچی ہوگئیں۔اور دل زور سے دھڑکا جو شخص کل تک اس کے لئے غیر تھا۔وہ رات کے اس آخری پہر میں اور اسی کے کمرے میں تنہا بیٹھی ہے۔یہ اسکا گھر ہے۔اسکا کمرہ ہے۔وہ کسی بھی وقت اپنے

کمرے میں آ سکتا ہے۔لیکن یہ کمرہ اب میرا بھی تو ہے۔۔۔مطلب یہ کے یہ کمرہ اب ہم دونوں کا ہے۔وہ جسے میں نے ابھی تک دیکھا بھی نہیں۔

اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کے وہ آنے والے کا خیر مقدم کرتی وہ اسی طرح بیٹھی رہی۔پشت سے آواز آئی۔

'شریکِ زندگی۔آداب۔' یہ گھمبیر اور پرکشش آواز تھی۔

'اجازت ہو تو پاس بیٹھ جاؤں۔۔۔؟'

یہ دوسرا جملہ تھا۔وہ اجازت کے جواب میں تھوڑا سا آگے کو سرکی۔کاندھے پر ہلکی سی گرفت۔

'جانے من اگر اجازت ہو تو تمہیں چھولوں۔'

'اچھا چلئے ہاتھ تو بڑھایئے۔دوستی کا ہاتھ۔رفاقت کا ہاتھ۔ساتھ نبھانے کا ہاتھ۔'

لفظوں میں مٹھاس تھی جادوئی قدرت تھی۔اسنے اپنا ہاتھ غیر ارادی انداز میں آگے بڑھا دیا۔ہاتھوں کی گرمی سے من کے تار بجنے کو بے چین ہو گئے۔جیون ساتھی کی دید کے لئے اسنے آنکھیں کھول دیں۔دودھ اور میدے سے گوندھے آٹے سے بنے ملائم ہاتھ۔ دو وزنی اور کالے ہاتھوں کے درمیان بے بسی سے دبے ہوئے تھے۔چہرے کی طرف دیکھنے کی ہمت نہیں ہوئی۔وہ کس مسا کر پیچھے ہٹی۔بالکل ایسے جیسے کوئی خوفناک خواب دیکھ کر ڈر گئی ہو۔اس کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات نمایاں تھے۔

ہاتھوں کی گرم جوش گرفت اس طرح ڈھیلی ہوئی جیسے کسی پھول کی نازک پتیاں توڑتے ہوئے بکھر جاتی ہیں۔وہ کچھ قدم پیچھے ہٹا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔کمرے میں مکمل خاموشی تھی۔اسنے جگ سے گلاس بھر کر پانی پیا۔کچھ دیر اور خاموشی رہی۔وہ بھی بے حس و حرکت بے جان مورتی کی طرح بیٹھی رہی۔

کچھ دیر بعد پھر وہی نرم اور میٹھی آواز۔

'ندرت شاید آپ سفر سے تھک گئی ہیں۔آرام کیجئے۔کل صبح ناشتے پر ملاقات ہو گی۔'

اور وہ بھاری قدموں سے باہر نکل گیا۔

ندرت کی زندگی میں تو جیسے بھونچال آ گیا تھا۔وہ بچپن سے کسی خوبصورت شہزادے کے خواب دیکھتی آئی تھی۔دادی اسے ہر بار کہانی سنا کر پیار سے یہ کہہ کر سلاتی تھیں۔

'میری تو شہزادی ہے شہزادی۔دور دیس سے گھوڑے پر سوار کوئی شہزادہ ہی آئے گا بیاہ نے کے لئے۔'اور تھی بھی تو ایک شہزادی جیسی۔خاندان کی سب سے زیادہ خوبصورت اور نازک ترین لڑکی۔اسکے ایک چچا نے اسکی خوبصورتی سے متاثر ہو کر۔پریوں کی بچوں کے لئے کہانیاں لکھی تھیں۔اکثر اسکی سہیلیاں کہتیں۔

'بھئی ندرت۔ سارے رنگ تو تمہارے لئے ہی بنے ہیں۔ جو رنگ بھی پہنتی ہو۔ وہ تمہارے رنگ میں ایسا رچ بس جاتا ہے جیسے خدا نے صرف تمہارے لئے ہی بنایا ہو۔ وہ تھی بھی بہت سلیقہ شعار بہت سلیقے سے ہر چیز کو میچ کر کے پہنتی تھی۔ مس میچنگ کا تو تصور ہی نہیں تھا۔

وہ قسمت کے اس کھیل پر حیران تھی۔ 'یہ کیا ہوا ہے میرے ساتھ۔۔۔؟'

کہاں گیا وہ شہزادہ۔ جو بچپن سے دادی نے میرے لئے منتخب کیا تھا جو میرے خوابوں میں بچپن سے سجا تھا۔ اتنا زیادہ کالا رنگ تو اسنے آج پہلی بار دیکھا تھا۔ وہ بار بار خود سے ایک ہی سوال کر رہی تھی۔ کیا کوئی اتنا بھی کالا ہو سکتا ہے۔۔؟ میرے گھر والوں نے کچھ نہیں سوچا۔ کچھ نہیں دیکھا۔ پھر اسے یاد آیا۔ دادی ماں نے ایک بار کہا تھا۔

'مرد کے رنگ روپ سے زیادہ اسکی کمائی دیکھی جاتی ہے۔ نکھٹو تو شہزادہ بھی کاٹنے کو دوڑتا ہے۔'

تو کیا دادی مجھے اسطرح سمجھوتہ کرنا سکھا رہی تھیں۔ اور اب مجھے سمجھوتہ ہی کرنا ہوگا۔ پر کیسے۔۔۔؟ باغی دل نے کہا۔ 'نہیں ہرگز نہیں۔ آج تک میں نے مس میچنگ کے کپڑے تک نہیں پہنے تو پھر زندگی بھر کا ساتھ کیسے رہ سکتا ہے۔ باغی ندرت۔ رنج اور غصے سے اندر ہی اندر چیخ پڑی۔ یہ میری زندگی ہے۔ اس پر میرا حق ہے۔ اب مجھے ہی کچھ کرنا ہوگا۔ پر کیا۔۔۔؟ یہ سوال ایک ہتھوڑے کی طرح اسکے اعصاب پر گرا۔ وہ بستر سے اٹھی۔ باتھ روم میں جا کر پانی آنکھوں پر بہت دیر تک ڈالتی رہی۔ آنکھوں کی جلن کچھ ختم ہوئی۔ منہ اوپر کر کے دیکھا تو شیشہ بھی اداس نظر آ رہا تھا۔ اسنے بہت دکھ سے سوچا۔

'تو ندرت بی بی۔ یہ ہے تمہاری قسمت۔ اور یہ تھا تمہارے گھر والوں کا پیار انہوں نے صرف اپنا فرض پورا کیا اور کوئی حق کوئی اختیار دینا بھی تمہیں مناسب نہیں سمجھا۔ سو لوگوں کو جمع کر کے تین دستخط کروائے اور بٹھا دیا ڈولی میں۔ وہ کھڑے کھڑے تھک رہی تھی۔ کمرے میں واپس آئی۔ سب کچھ بھول کر کچھ دیر کے لئے سو جانا چاہتی تھی۔ ایک گھنٹے کی کوشش کے باوجود بھی وہ سو نہیں سکی۔ اٹھ کر پھر بیٹھ گئی۔ کمرے کا جائزہ لینے لگی۔ سائیڈ ٹیبل پر بڑے سے خوبصورت لیمپ کے پاس سفید پھولوں کا بڑا سا بوکے۔ اور ایک لفافہ نہ جانے کب سے اسکا منتظر تھا۔ وہ بہت دیر تک خلاؤں میں دیکھتی رہی۔ پھر لفافے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ لفافہ اٹھایا۔ اور پھر واپس رکھ دیا۔ اسکی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔۔۔۔۔؟ اور کس سے کہے۔۔۔؟ قسمت نے کیسی شکست دی ہے۔ چیزوں کو نوک پلک سے میچ کرنے والی لڑکی آج اس طرح سے پریشان تھی کہ سوائے کالے رنگ کے اسے کچھ دکھائی دے ہی نہیں رہا تھا۔

پھر صبح کا اجالا پھیلا۔ وہ اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگی۔ ذہن اس طرح سے ماوف تھا۔ جیسے بجلی کا کرنٹ لگا ہو اور سوچنے سمجھنے کی سدھ بدھ ہی نہ رہے۔ پھر وہ دل بہلانے کے لئے کمرے کا جائزہ لینے لگی۔ کمرے کی سجاوٹ اور اسکے رنگوں کی ترتیب اس طرح سے تھی کے بے اختیار داد دینے کے لئے الفاظ تڑپ جائیں وہ ایک ایک چیز کو پسندگی سے دیکھنے لگی۔ اب اسکے حواس بیدار ہو

رہے تھے ہر چیز اسے اچھی لگ رہی تھی۔ سب کچھ ایسا تھا۔ جیسے اسنے ہی اپنی پسند سے سب کچھ سیٹ کیا ہو۔ سائیڈ ٹیبل پر سفید گلابوں کا بڑا سا بوکے اور ایک کارڈ اسکا ابھی تک منتظر تھا۔ اسنے کارڈ اٹھایا۔ لیکن دینے والا سامنے نہیں تھا۔ اسنے بغیر کھولے واپس ٹیبل پر رکھ دیا۔

وہ سید گھرانے کی سات پردوں میں پلنے والی مکمل طور پر مشرقی لڑکی تھی۔ جس کے ڈوپٹے کا پلو تک کبھی کسی غیر شخص نے نہیں دیکھا۔ تعلیم ہوئی تو گھر پر قابل ترین استادوں سے۔ کپڑے خریدنے ہوتے تو اچھے سے اچھے کپڑوں کے تھان۔ گھر پر آ کر کھل جاتے۔ ضرورت کی ہر چیز ہمیشہ گھر پر ہی میسر آئی۔ جیون ساتھی کا انتخاب بھی گھر والوں نے ہی کیا۔ اسکی اپنی پسند کو کب اور کہاں کسی نے دیکھا۔ بچپن سے وہ پابند تھی اپنے گھر کے بڑوں کی۔ فرمانبراری اس گھر کی روایت تھی۔ باپردہ اور دھیمے لہجے میں بات کرنے والی خواتین۔ حیا اور شرم اس گھر کا زیور تھا۔ اب وہ کیا کرے۔ اور کیسے کرے بغاوت۔ مذہب اور خاندانی وقار کے مطابق شوہر کی اطاعت جیسے مذہب کی پاک کتابوں میں لکھ دی گئی ہو۔ ایمان لائے تو دین اور دنیا روشن۔ دل کی مانے تو بے چینی ضمیر کی مار اب بے چاری کرے تو کیا کرے۔ خود کو کیسے بچائے۔ کہیں بھی پناہ نہیں۔ نہ دین میں اور نہ دنیا میں۔ معاشرے کی الگ مار۔ خود کو چھپائے تو کہاں چھپائے۔ ادھر دل ہے تو وہ مرجھایا جا رہا ہے۔ کہاں گیا وہ شہزادہ جس کے خیال سے ہی وہ شرما جایا کرتی تھی۔ رات اسکی خیالی سنگت میں اس طرح سے گزار لیتی تھی جیسے ٹھنڈے درخت کے سائے میں جھولا جھول رہی ہو۔ کونسی ہوا اسے پل بھر میں اڑا کر لے گئی۔ ذہن نے ایک بار پھر خوش فہمی کا دروازہ کھول دیا۔ اگر پھر کہیں کوئی بھولا بھٹکا وہ شہزادہ سامنے آ گیا۔ تو ندرت بی بی۔ کیا کرو گی۔۔۔؟ کیا من کے دروازے کھول دو گی۔۔۔؟ پر تمہارے دروازے پر تو اب ایک تاحیات چوکی دار تعینات کر دیا گیا ہے۔ کیا سب کچھ چھوڑ کر نکل سکو گی۔۔۔؟ اسنے اس خیال کو گیلے کپڑے کی طرح جھٹک دیا۔ دل گھبرا رہا تھا۔ وہ دروازہ کھول کر برامدے میں نکل آئی۔

سامنے ہی ایک اور دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اسکے پردے ہل ہل کر خوش آمدید کہنے لگے۔ وہ آگے بڑھی۔ یہ کھانے کا کمرہ تھا۔ اس کمرے کی آرائش بھی بہت سلیقے سے کی گئی تھی۔ بڑی بڑی کھڑکیوں پر بانس کی تیلیوں سے بنے پردے لٹک رہے تھے۔ آمنے سامنے کی دیواروں پر بہت ہی انٹل ایکچویل (Intellectual) قسم کی دو بڑی بڑی پینٹنگز۔ ایک پینٹنگ میں دور سے آتا ہوا بہت ہی خوبصورت تندرست اور توانا گھوڑا۔ گھوڑے پر ایک سوار اور پشت سے کچھ اڑتے ہوئے پرندے۔ دوسری پینٹنگ میں جھرنوں سے بہتا ہوا پانی۔ اور آسمان پر اڑتے ہوئے چھوٹے چھوٹے بادلوں کے ٹکڑے۔ کچھ عجیب سا سحر تھا ان دونوں پینٹنگز میں۔ وہ دونوں پینٹنگز میں کھو گئی بہت دیر تک دیکھتی رہی۔ پھر اسکی نظر کونے میں چھوٹے سے سائن پر پڑی۔ بہت چھوٹا سا سائن تھا۔ 'وجاہت'۔ ندرت نے کچھ سمجھتے ہوئے بھی نا سمجھ کر کمرے کی دوسری چیزوں کو دیکھنے لگی۔ کمرے کے درمیان میں ایک درمیانے سائز کی ٹیبل۔ کھدر کا پیچ کلر کا ٹیبل کلاتھ۔ سینٹر میں تازہ سفید للّی کے پھولوں کا گلدستہ۔ پیچ کلر (Peach color) کی پلیٹیں۔ بانس کی تیلیوں سے بنے میٹس پر بہت سلیقے سے سجی تھیں۔ ٹیبل بالکل کھڑکی کے سامنے تھی۔ اسکا درمیان کا پردہ ہٹا ہوا تھا۔ اسنے کھڑکی سے باہر دیکھا۔ پوری

کھڑکی کو چھوٹے چھوٹے سفید گلاب کی بیل نے ڈھکا ہوا تھا۔ کمرے کی دوسری سائیڈ پر ایک درمیانے سائیز کا دیوان اس پر بھی پیچ کلر کا صاف ستھرا اجھالر والا دیوان پوش بچھا تھا۔ بڑے بڑے گاؤں تکیے رکھے تھے ایک سائیڈ ٹیبل پر چاندی کا چمکتا ہوا خاص دان۔ دیوان کی دوسری طرف ایک بک شیلف جس میں کچھ کتابیں اور فوٹو البم خوبصورتی سے سجے تھے۔ فرش پر ایک جوٹ کا قالین بچھا تھا۔ کونوں میں تانبے کے بڑے بڑے پوٹس میں خوبصورت رنگوں کے کروٹن لگے ہوئے تھے۔ سامنے ایک دروازہ تھا۔ اور دروازے میں لٹکتی ہوئی چھوٹی چھوٹی گھنٹیاں۔

گھنٹیاں دیکھ کر اسے ایسے لگا جیسے وہ کسی مندر کا دروزہ دیکھ رہی ہو۔ وہ ہاتھ لگائے گی۔ تو گھنٹیاں بول پڑیں گی۔ اور کسی بھی کونے سے نکل کر ایک پجاری آ جائے گا۔ وہ خوبصورتی کی عاشق تھی۔ رات کی کوفت کو بھول گئی۔ باہر صبح کی چڑیاں چہچہا رہیں تھیں۔ اسنے بڑھکر ڈائنگ روم (Dinning room) کا باہر کی طرف کھلنے والا دروازہ کھولا۔ اب وہ سرسبز لان میں تھی۔ ابھی تک شبنم کے قطرے گھاس پر چپکے ہوئے تھے۔ وہ جوتے اتار کر بہت دیر تک گھاس پر ٹہلتی رہی۔ سب کچھ اسے بہت اچھا لگ رہا تھا۔

ایک درمیانی عمر کی خاتون نے آ کر بہت پیار سے کہا۔ 'بیٹا ناشتہ تیار ہے میز پر آ جاؤ'

ندرت آ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔ ٹیبل پر گرم ناشتہ اسکا منتظر تھا۔ آج اس کا اپنے گھر میں پہلی صبح کا پہلا ناشتہ تھا۔ وہ اکیلی بیٹھی تھی۔ اسکے مدمقابل کی خالی کرسی ٹیبل پر میٹ کے اوپر خالی پلیٹ اور خالی کپ کسی کا منتظر تھا۔ لیکن وہ کہاں ہے۔۔۔؟ کیا وہ میرے ساتھ ناشتہ نہیں کرے گا۔۔۔؟ اسے بہت عجیب لگا۔ دکھ کی ایک ٹھنڈی لہر اسکے سراپے میں دوڑ گئی۔

پھر کانوں میں میٹھی اور گھمبیر آواز گونجی۔

'ہاتھ بڑھایئے۔ دوستی کا۔ رفاقت کا۔ ساتھ نبھانے کا'

ذہن نے ایک بار پھر اسے جھنجوڑا۔ ندرت تم نے یہ کیا کیا۔۔۔؟ تم تو پھول بھی بہت احتیاط سے سجایا کرتی تھی۔ اور رات تم نے اس کا دل توڑ دیا۔ یہ گناہ تم سے کیسے سرزد ہوا۔ آج تم اپنے ہی گھر میں اکیلی بیٹھی ہو۔ کوئی بھی ساتھ نہیں۔ اب کیا ہوگا۔۔۔؟

خالی کرسی کو پھر حسرت سے دیکھا۔ اور کچھ اداس ہوگئی۔

دل نے کہا۔ کہاں ہے وہ۔۔؟ جو اس خوبصورت گھر کا مالک ہے اور تمہارا شریکِ حیات بھی۔

ندرت کا سر احساسِ ندامت سے قدرِ جھک گیا۔ وہ سوچنے لگی اب کیا کروں اور کس سے کہوں۔۔؟

وہی خاتون پیار بھری مسکراہٹ لئے اندر آ گئیں۔ بیٹا تم نے ابھی تک ناشتہ بھی نہیں کیا۔ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔

جی ابھی کرتی ہوں' وہ قدرے شرمندگی کے انداز میں بولی۔

'آپ کون ہیں۔۔۔؟ میرا مطلب ہے کے میں آپ کو کیا کہوں۔۔؟'

وہ نزدیک آئیں اور سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

'بیٹا وجاہت مجھے خالہ کا درجہ دیتے ہیں۔تم مجھے خالہ ہی کہو۔

خدا بخشے تمہاری ساس اور میں بچپن سے بہنوں جیسے ہی رشتے میں بندھے تھے۔وہ جنت کو سدھاریں اور میں ان کا گھر سنبھالے بیٹھی ہوں۔کل بارات میں جتنے لوگ تھے سب ہی وجاہت بیٹے کے دوست احباب تھے۔اسلئے رات کو ہی اپنے اپنے گھر چلے گئے۔گاؤں سے صبح ہی آدمی آ گیا۔کوئی ضروری کام تھا۔اسلئے وجاہت بیٹا صبح ہی اس کے ساتھ چلے گئے اور وہ جاتے ہوئے یہ لفافہ ٹیبل پر تمہارے لئے رکھ گئے تھے۔

خالہ نے ٹیبل پر ایک سفید پھول کے ساتھ لفافے پر توجہ دلائی۔

ندرت کا دل کسی خوف سے دھڑکا۔دل نے سوال کیا۔

'اس میں کیا ہوگا۔۔۔؟'

شوق جاگا۔'محبت نامہ بھی تو ہوسکتا ہے۔پڑھو تو۔'

ندرت نے لفافہ اٹھایا۔'خالہ میں کمرے میں جا کر ابھی واپس آتی ہوں۔'

دھڑکتے دل کے ساتھ اسنے لفافہ کھولا۔

جان من آداب۔

بغیر بتائے میں جا رہا ہوں اسکے لئے معذرت۔گاؤں کی زمینوں پر اچانک کام نکل آیا ہے۔پریشان مت ہوجایئے گا۔ گھر میں خالہ ہیں وہ ہر طرح کا خیال رکھیں گی۔باہر شرافت میاں ہیں۔کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو بلا جھجک منگوا لیجئے گا۔ندرت ہمارا ابھی کوئی تفصیلی تعارف نہیں ہوا۔شاید میں تھوڑا سا مختلف ہوں۔آپ کو کچھ عجیب لگے گا۔لیکن انشا اللہ اپنی ذات سے کبھی شکایت کا موقع نہیں دونگا۔آپ ضرور یہ سوچیں گی ایک رات کی دلہن کو اکیلا کئی دنوں کے لئے چھوڑ کر جانا عجیب ہی نہیں بداخلاقی بھی ہے۔مجبوری ہے ورنہ میں ایسا کبھی نہ کرتا۔

روایت کے طور پر تو آج ہماری ولیمے کی دعوت ہونی چاہئے تھی آپ دوبارہ سے دلہن بنتیں بہت سارے مہمان آتے۔میں گلے میں ہار پہن کر سب کو خوش آمدید کہتا۔گہما گہمی ہوتی رات گئے تک شور اور ہنگامہ رہتا۔میں تھوڑا سا امن پسند واقع ہوا ہوں۔ایسا ہرگز نہیں ہے کے مجھے ہسنا نہ آتا ہو۔لیکن جب دل شاد ہو۔من میں خوشی ہو۔تب کھلکھلا کر ہنسو تو کائنات کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔بناوٹی قہقہے مجھے اچھے نہیں لگتے۔ایسے بھی ولیمے کی رسم مجھے کبھی بھی سمجھ میں نہیں آئی۔پہلے دن کی تھکاوٹ ابھی اتری نہیں ہوتی۔دولہا دلہن نے ابھی تک ایک دوسرے کو ٹھیک سے دیکھا نہیں ہوتا سمجھا نہیں ہوتا۔کہ پھر سے گھر میں ہنگامہ۔جب بھی میں کسی کی دعوت ولیمہ میں

گیا یہی سوچا یہ کیا بے جا اسراف ہے۔اس خرچ میں ایک شادی اور ہوسکتی ہے۔چونک گئیں۔۔۔۔؟ ارے بھئی میری نہیں۔۔۔۔ کسی اور منتظر فرد کی۔خوشیاں تو مل بانٹ کر ہی منائی جاتی ہیں۔اللہ تعالی نے بہت کچھ دیا ہوتا ہے تو صرف اس لئے نہیں کے اپنے اوپر ہی لٹایا جائے۔ بلکہ اس لئے دیا ہوتا ہے کے کچھ ضرورت مندوں پر بھی خرچ کرو۔اس لئے میں یہ رقم گاؤں کے کچھ لوگوں کے گھروں کی چھتیں بنوانے میں خرچ کرونگا۔رہی بات دوسرے دن تمہارے گھر جانے کی۔تو میں آپ کے بڑے بھیا سے کہہ کر آیا تھا کہ میں اور ندرت کئی دن کے بعد اکھٹے آئیں گے اور آنے سے پہلے آپکو اطلاع ضرور دیں گے۔اور ہم دونوں یعنی میں اور تم سب کو ایک ڈنر اپنی طرف سے کرائیں گے۔اور آپ کے گھر والوں نے یہ بات خوشی خوشی مان لی تھی۔اسلئے آپ بالکل برا مت منایئے گا۔

ایک اور اہم بات وہ یہ کے جس طرح آپ نے مجھے نہیں دیکھا تھا۔بالکل اسی طرح میں نے آپکو بھی نہیں دیکھا تھا۔ میں خالہ کو اپنی ماں کی جگہ سمجھتا ہوں انہوں نے ہی آپکو پسند کیا اور میں نے ہاں کی۔بچپن میں خالہ کہا کرتیں تھیں کے میں اپنے بیٹے کے لئے ایسی دلہن لاؤنگی جو اندھیرے میں بھی اجالا کردے۔اور میں ہمیشہ کہا کرتا تھا۔تو خالہ پھر تو اندھیرے میں میں اسے نظر ہی نہیں آؤنگا۔یہ تو اور بھی مزے دار بات ہوگی۔اور یہ بات سچ ہوگئی۔تو ندرت 'وجاہت علی خان' اسطرح سمجھو جیسے تم کھلتا ہوا گلاب کا پھول اور میں بھنورا جو نظر اتارنے کے لئے پھول کھلتے ہی آتا ہے۔طواف کر کے نظر اتارتا ہے۔اب میں جیسا بھی ہوں دل سے قبول کرلو۔تو زندگی خوبصورتی سے گزر جائے گی۔یقین کیجئے میں من کا ایسا اجلا ہوں کہ آپکا دل تعریف کرتے نہیں تھکے گا۔

پہلی گفتگو اور اتنی طویل۔یقیناً بور ہوگئی ہوگی۔دراصل تمہارے پاس سے اٹھا تو نیند نہیں آرہی تھی صبح سفر پر بھی جانا تھا۔یہی مناسب سمجھا کے قلم اور کاغذ کے سہارے ہی آپ سے کچھ باتیں ہوجائیں تا کہ دل میں کوئی غلط فہمی جنم نہ لے۔میں کام ختم کرتے ہی جلد آنے کی کوشش کرونگا۔تنہائی میں آپ ضرور بور ہونگیں۔بک شیلف میں کئی اچھی کتابیں اور ڈائری ہے۔پڑھئے گا۔ایلبم بھی رکھے ہیں دیکھئے گا۔میری ڈائری بھی ہے پڑھیں گی تو مجھے جان جائیں گی۔کافی حد تک تعارف بھی ہوجائے گا۔ملیں گے تو اجنبیت کم ہوچکی ہوگی۔

اور ایک آخری بات چلتے چلتے اور کہہ دوں۔۔۔۔ندرت یہ گھر اب آپکا ہے۔اسکی ہر چیز آپکی ہے اسکے در و دیوار آپکی آہٹ کے منتظر تھے میں آپکا محافظ اور تابیدار۔مشرقی لڑکی کی یہی دو چیزیں میراث سمجھی جاتیں ہیں مجھے آپ ہر موڑ پر اپنے ساتھ سائے کی طرح پائینگی۔اور ہاں دوسرے کمرے میں میرا واحد شوق ہارمونیم رکھا ہے۔غزلوں کی ایک ڈائری بھی ہے اگر شوق ہو تو طبع آزمائی کیجئے گا۔سچ مچ بہت مزا آتا ہے چاندنی راتوں میں سر سے سر ملا کر گایا کریں گے۔اور بھی بہت ساری باتیں ہونگی لیکن ملنے پر۔

آپکا

وجاہت علی خان۔

ندرت کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

'کیا جادوئی شخصیت پائی ہے حضرت نے۔'

اسکے سراپے میں ہلکی سی خوشی کی لہر دوڑ گئی۔رات سے صبح تک کا وقت بہت بے چینی اور کرب میں گزرا تھا۔سمجھ میں نہیں آرہا تھا کے کیا کرے۔اور کہاں جائے۔اسنے سوچا تھوڑی ہی دیر میں یہ مجھے کیا ہوا ہے۔سر ٹکراتی لہروں کو جیسے قرار آ گیا ہو۔پھر اسنے سوچا ایسا بھی کیا ہوا ہے جو یوں تبدیلی آرہی ہے۔ایک سلجھے ہوئے انسان کا سمجھداری سے لکھا ہوا خط ہی تو پڑھا ہے۔پل میں ہی رائے بدل گئی۔باغی دل بغاوت بھول کر انجانی خوشی سے آشنا ہوا چاہتا ہے۔یہ سب کیا ہے۔۔۔؟ یہ کونسا سحر ہے جو مجھے اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے۔۔۔؟ دل نے پھر بہکایا۔

'وہ سامنے جو نہیں اس لئے ایسا ہو رہا ہے۔سامنے جب آئیگا تو دل پھر بغاوت پر اتر آئے گا۔شاید ایسا پھر نہ ہو۔تو پھر کیوں نہ وجاہت صاحب کی کسی تصویر سے مل لیا جائے ابھی تک تو چہرہ بھی نہیں دیکھا۔'

ندرت انجانی خوشی اور شرمندگی سے بیڈ پر پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئی۔خالہ پھر فروٹ کی پلیٹ لئے کمرے میں آئیں۔'خالہ آپ نے کیوں تکلیف کی۔؟'

'بچوں کے لئے کچھ کرنے میں تکلیف کیسی۔۔؟ آج اس گھر میں تمہارا پہلا دن ہے۔تم ایک رات پہلے کی دلہن ہو۔آج تو تمہارے بہت سارے ناز نخرے اٹھانے کا دن تھا۔لیکن قسمت کا کھیل میرے علاوہ کوئی اور ہے ہی نہیں۔سارے براتی دوست احباب ہی تھے رات کو ہی اپنے گھر رخصت ہو گئے۔اور قسمت دیکھو کے وجاہت بیٹے کو بھی کسی کام سے آج ہی باہر جانا پڑا لیکن تم فکر نہ کرو میں جو تمہارے پاس ہوں یوں سمجھو کے تمہاری ساس کی جگہ ہوں خدا کے پاس جاتے ہوئے وہ جنتی سب کچھ مجھے سونپ کر سکون سے سوئی تھیں۔آج ہمارے گھر میں تم آئی ہو۔خوشی کا پہلا دن ہے کیا سوگوار باتیں کروں پھر کبھی داستان سناؤنگی۔کیسے ہندوستان سے ہجرت کرتے ہوئے پاکستان پہنچے تھے۔کیا کیا ہوا۔۔۔کتنی مشکلیں اٹھائیں۔۔۔میں تمہاری ساس کی سہیلی کیا بہن ہوں ہر لمحے کا ساتھ تھا۔تمہارے سسر بھی ادھ بیچ میں ہی چھوڑ گئے۔ہم دونوں نے ہی وجاہت بیٹے کو پرورش کیا۔جب خوشیوں کا وقت آیا۔۔۔۔۔تو میری دوست نے جنت جانے کا فیصلہ کر لیا۔شکر ہے خدا کا آج یہ گھر آباد ہوا۔اب تم آ گئی ہو۔گھر میں خوشی آ گئی ہے۔

میرا بیٹا وجاہت ذرا سنجیدہ مزاج ہے۔اسکے اپنے ہی شوق اتنے ہیں کہ اپنے میں ہی مگن رہتا ہے۔۔

جب میں نے تم کو ایک شادی میں دیکھا تھا تو پہلی ہی نظر میں مجھے لگا تھا تم ہی وہ لڑکی ہو جس کا میرے بیٹے کو اور اس گھر کو انتظار تھا۔تم ایک بہت ہی اچھی لڑکی ہو مجھے یقین ہے کہ میرے بیٹے کے مزاج کو سمجھ کر اس گھر کو سکون کا گہوارہ بنا دو گی۔پھر اس گھر میں ہنستے کھیلتے بھاگتے دوڑتے ننھے منھے وجود ہونگے۔ہر رات شبِ برات اور دن عید کی خوشیاں لے کر آئے گا۔'

ندرت خالہ کی باتیں بھی سن رہی تھی اور سوچ بھی رہی تھی۔ خالہ پھر بولیں۔

'بٹیا۔ کیا سوچ رہی ہو تم نے تو اچھی طرح سے ناشتہ بھی نہیں کیا۔ کیا گھر والے یاد آرہے ہیں۔'

'نہیں خالہ ایسا نہیں ہے میں نے ناشتہ بھی اچھی طرح سے کیا ہے'۔ اسنے بہت سمجھداری سے بات کو سنبھالا۔

'تو پھر بور ہو رہی ہو۔۔؟ چلو تمہیں میں تصویروں کے ذریعے ہی گھر کے افراد سے ملواؤں۔ خالہ اسے ایک گیلری نما کمرے میں لے گئیں وہ بھی کسی آرٹ گیلری کی طرح ہی سجا تھا۔ دیواروں پر چھوٹی بڑی تصویریں بہت سلیقے سے لگیں تھیں۔ خالہ تصویروں سے تعارف کراتی جارہی تھیں۔ سب سے آخر میں وہ تصویر تھی جسے وہ خاص طور سے دیکھنا چاہتی تھی۔ گھوڑے پر سوار ایک تندرست اور توانا متوالا پوری شان سے آرہا تھا۔

اسے لگا جیسے تصویر بول رہی ہو۔' کالے ہیں تو کیا ہوا دل والے ہیں۔' وہ دھیرے سے مسکرائی تصویر اسے بہت اچھی لگی۔

خالہ میں کچھ دیر آرام کرلوں کچھ تھکاوٹ سی ہو رہی ہے۔

'ہاں بیٹا کیوں نہیں جاؤ۔ آرام کرلو۔' ندرت کمرے میں آئی۔ کچھ دیر ایسے ہی کروٹیں بدلتی رہی۔ کئی بار خط پڑھا۔ دل کو جیسے قرار سا آ گیا تھا۔ تھوڑی سی شرمندگی ضرور تھی۔ اب کیا کرے۔ تصویر کے ذریعے ملاقات ہوگئی تھی۔ خیالوں ہی خیالوں میں وہ پھر سامنے آ کھڑا ہوا۔

'کوئی بات نہیں دوست۔ کئی بار ایسی چھوٹی چھوٹی باتیں تو ہونگی۔ درگزر کرنے اور معاف کرنے سے ہی فاصلے کم ہوتے ہیں اور دوستی بڑھتی ہے۔ بہت تھک گئی ہو اب سو جاؤ۔' اسے سچ مچ لگا جیسے اسے کوئی یہ کہہ کر گیا ہے۔ اب وہ سکون سے سو رہی تھی۔

سو کر اٹھی تو دوپہر گزر چکی تھی۔ نیند پوری ہوئی تو تھکان بھی کافی حد تک کم ہوگئی۔ تازہ دم ہو کر باہر نکلی کچن سے قورمے اور گرم چپاتیوں کی خوشبو آرہی تھی۔ وہ خوشبو سونگھتی ہوئی کچن میں چلی گئی تھی۔ خالہ نفاست سے سلاد بنا رہی تھیں۔

'ارے بیٹی۔ تم پہلے ہی دن کچن میں کیوں آ گئیں۔۔۔؟'

'خالہ آپ کے قورمے کی خوشبو ہی ایسی ہے کے رہا نہیں گیا۔' وہ تھوڑی سی بے تکلف ہوئی۔

'ہاں بیٹے وجاہت کو بھی قورمہ بہت پسند ہے گھر کے باہر سے ہی اسکو پتہ لگ جاتا ہے۔'

'تو یہاں بھی پسند ملتی ہے۔' وہ زیرِ لب گویا ہوئی۔

'مجھ سے کچھ کہا بیٹا۔۔؟'

'ہاں خالہ میں آپکا کچن گارڈن دیکھنا چاہ رہی ہوں چلی جاؤں۔؟'

'ضرور بیٹے۔ لیکن پہلے کھانا کھالو پھر چلی جانا۔'

بس خالہ میں تھوڑا سا ٹہلونگی اور آجاؤنگی۔اور کھانا میں اور آپ ساتھ کھائیں نگے۔صبح بھی آپ نے ناشتہ میرے ساتھ نہیں کیا تھا۔ یہ کہہ کر ندرت کچن کا دروازہ کھول کر باہر چلی گئی۔

جگ جگ جیو بچی کیا اچھی تربیت پائی ہے۔' ندرت کچن سے نکل کر کچن گارڈن میں آ گئی تھی۔کچن کی ونڈو کے ساتھ موتیا اور چمیلی کی بیلیں سجی تھیں۔سامنے کی دیوار پر لوکی اور کریلے کی بیلیں لٹکی ہوئی تھیں۔درمیان میں سلیقے سے چھوٹی چھوٹی کیاریاں بنی ہوئی تھیں۔جس میں ٹماٹر۔ہری مرچیں۔سلاد اور بیگن کے پودے لگے ہوئے تھے۔اس میں سفید اور جامنی بیگن بہت خوبصورتی سے لٹک رہے تھے۔ایک طرف دو بھٹے کے پودے بھی لگے تھے۔بھٹے پودوں کے ساتھ اس طرح چپکے ہوئے تھے۔جیسے بندر کے بچے ماں کی کمر سے چپکے ہوئے دانت دکھا رہے ہوں۔ندرت کھڑے ہو کر بہت محویت کے ساتھ دیکھتی رہی۔سارے پودے کس خوبی سے الگ الگ اپنے آپ میں مگن کھڑے تھے۔بھنڈی کے پودے تھے تو وہ بھی سر جوڑے کھڑے تھے۔نیبو کے پودے بڑے بڑے گملوں میں کونے میں لگے ہوئے تھے۔کیاریوں کے درمیان میں ایک چھوٹا سا ہیٹ پہنے بونا جو چڑیوں کو ڈرانے کے لئے کھڑا کیا گیا تھا۔ سامنے دیوار کے ساتھ کچھ پھولوں کے درخت بھی نظر آ رہے تھے۔ ندرت کے پاؤں زمین سے جڑ گئے۔چھوٹا سا کچن گارڈن کس قدر نفاست اور ترتیب سے سجا تھا۔کچن کے دروازے کے دوسرے کونے میں کین کا ایک چھیکے والا جھولا لٹکا تھا۔ندرت تو جیسے دم بخود۔کیا دیکھے اور کیا نہ دیکھے۔اور کتنی تعریف کرے۔ان ہاتھوں کی جنھوں نے یہ سب کیا ہے۔وہ وہیں جھولے پر بیٹھ گئی اور آنکھیں بند کر لیں۔ خالہ بہت دیر سے ندرت کا انہماک اور پسندیدگی کو دیکھ کر خوش ہو رہی تھیں۔وہ کب دروازہ کھول کر باہر نکل آئیں اُسے پتہ ہی نہیں چلا۔ وہ تو اس دنیا میں کھوئی ہوئی تھی جو اسے اچانک بغیر خدا سے مانگے مل گئی تھیں۔رات کا اپنا رویہ اسے پھر یاد آیا۔اس بار شرمندگی سے آنکھیں نم ہو گئیں۔تو خالہ کے پیار بھرے لہجے نے موقع ہی نہیں دیا کہ آنسو نکلیں۔

'بیٹا کھانا ٹھنڈا ہو جائے گا آؤ دونوں ماں بیٹی اس کچن گارڈن کے چھپر میں کھا لیتے ہیں۔'وہ چونک کر جھولے سے اتری۔ 'کیا خالہ کیا کہا آپ نے۔' 'ہاں بیٹے یہ دیکھو۔شاید تمہاری نظر نہیں پڑی۔خالہ نے بڑھ کر ایک بانسوں سے بنا دروازہ کھولا۔وہ بہت ہی اشتیاق سے نزدیک گئی تو دیکھا چھوڑا سا ہشت پہلو۔بانسوں کی دیواروں سے بنا ایک کمرہ۔چھپر ٹائپ چھت۔درمیان میں پتھر سے بنی گول ٹیبل اور اسکے اردگرد چھوٹے چھوٹے تین اسٹول۔وہاں بھی دیوار پر بانس کی تیلیوں سے بنی ڈانس کرتی ہوئی دو گڑیاں لٹکی ہوئی تھیں۔جو کسی ایسٹریکٹ آرٹ کے نمونے سے کم نہیں تھیں۔

'بیٹا تم یہاں بیٹھوں میں اپنا اور تمہارا کھانا یہیں لے کر آتی ہوں۔' وہ اس جادوئی اثر رکھنے والی دنیا میں پھر کھو گئی۔خالہ کب گئیں اور کب دو کھانے کی تھالیاں لا کر ٹیبل پر رکھیں اسے پتہ ہی نہ چلا۔

'بیٹا کھانا شروع کرو۔'

ندرت چونک کر کھانے کی طرف متوجہ ہوئی۔چمکتی ہوئی تھالیاں چھوٹی چھوٹی کٹوریوں میں دال۔قورمہ۔رایتہ۔سائیڈ میں سفید چاول۔خوبصورتی سے کٹی ہوئی پیاز ٹماٹر اور پودینہ کا کچومر۔کچھ پتے سلاد کے۔سفید دسترخوان میں لپٹی ہوئی چپاتیاں۔اتنا اچھا سجا ہوا کھانا جو دیکھا تو بھوک اور چمک گئی۔

خالہ نے نوالہ لیتے ہوئے کہا۔'دلہن کھانا شروع کرو۔یہ کھانا وجاہت بیٹے اور تمہاری ساس کا مرغوب کھانا ہے۔' پھر ٹھنڈی سانس لے کر بولیں۔'چھٹی والے دن دونوں ماں بیٹا صبح کا ناشتہ یہاں بیٹھ کر کرتے تھے۔

اور جب موسم ابر آلود ہوتا تھا تو دوپہر کا کھانا بھی ہم یہیں کھاتے تھے۔اور پھر دیر تک باتیں کرتے رہتے تھے اور ہنستے رہتے تھے۔اور لگتا تھا جیسے دنیا یوں ہی مکمل ہے۔جب سے وہ گئیں ہیں وجاہت کو تو چپ ہی لگ گئی ہے۔کبھی کبھار ہی ہنستے ہیں اکثر یہاں آ کر آنکھیں بند کئے بیٹھے رہتے ہے۔میں اسی طرح کھانا سجا بنا کر دیتی ہوں۔میری کوشش ہوتی ہے کے وہ خوش ہوں۔لیکن خوشی تو جیسے ہمارے گھر کا راستہ ہی بھول گئی ہو۔وہ اور بھی اداس ہو کر کہتے ہیں۔

'خالہ اگر تم نہ ہوتیں تو میں تو پاگل ہو جاتا'۔

ندرت کے دل میں ہمدردی کی لہر دوڑ گئی۔وہ بے چین ہو کر بولی۔

'کیوں خالہ وہ ایسا کیوں کہتے ہیں۔؟'

'بیٹا۔وجاہت کی زندگی میں کوئی ہے جو نہیں۔نہ بھائی نہ بہن۔ابا چھوٹا سا ہی چھوڑ کر اللہ کو پیارے ہوئے۔رشتے داروں نے بھی ایک ایک کر کے ساتھ چھوڑا۔ایک ماں ہی تو تھیں۔اسکول میں جاب کی شام کو گھر میں ٹیوشن سینٹر چلایا۔انتھک محنت کر کے اپنے بیٹے کو پرورش کیا تعلیم دلائی۔یہ گھر ہی ایک کل اثاثہ تھا۔گاؤں میں کچھ زمینیں بھی تھیں لیکن جب سر پر سایہ نہ ہو تو دنیا سے لڑنا بہت مشکل ہوتا ہے۔بھولا بھٹکا مدارع کبھی کوئی اناج اور کبھی کوئی سبزی دے جاتا تھا۔ساتھ ہی پریشانی کی جھوٹی سچی کہانی سنا کر ہمدردی کی پوٹلی لے کر بہت دنوں کے لئے غائب ہو جاتا تھا۔۔۔۔۔

ہائے کیا ہمدرد اور پیار کرنے والی ہستی تھی۔یہ گھر کا سلیقہ یہ رکھ رکھاؤ سب ہی کچھ تو انکا ہے۔بیٹے کی نگہداشت انہوں نے ایسے کی جیسے کوئی بیٹیوں کی کرتا ہے۔ہر وقت گھر میں کوئی نہ کوئی شغل۔آج یہ بن رہا ہے تو کل کچھ اور بن رہا ہے۔دونوں ماں بیٹے ہر وقت نئے نئے کاموں میں لگے رہتے تھے۔دو چار بچپن کے دوست جو گھر میں ایسے ہی رہتے تھے جیسے گھر کے بچے ہوں اسکول کالج اور یونیورسٹی تک انہی کا ساتھ رہا۔اب شادی میں بھی وہی سب لوگ تھے۔

اب ندرت سے رہا نہیں گیا۔'خالہ کیا ہو گیا تھا ماں کو۔۔۔۔؟'

'ارے بیٹا کیا بتاؤں کیا ہوا تھا۔بس جیسے نظر ہی کھا گئی تھی۔کوئی بیماری بھی ایسی نہیں تھی ایک دم سے کمزور ہونے لگیں تھیں۔

دوا۔دعا۔ٹونے۔ٹوٹکے سبھی کچھ کیا۔اس شہر کا کوئی ڈاکٹر کوئی طبیب نہیں چھوڑا۔لیکن کمزوری تھی کے ہر روز بڑھ رہی تھی۔تعویز گنڈے وہ مانتی نہیں تھیں۔چپکے چپکے میں دعائیں کرواتی رہتی تھی۔ایک دن بولیں۔

'حسنہ میں سب جانتی ہوں۔تم میرے لئے ہر جتن کر رہی ہو۔لیکن میں جان گئی ہوں۔میری زندگی کی ڈور کمزور سے کمزور ہوتی جارہی ہے۔دنیا سے جانے کو ابھی دل تو نہیں چاہتا لیکن خدا کی رضا شاید یہی ہے۔جو میں ٹھیک نہیں ہو رہی ہوں۔ابھی تو وقت آیا تھا خوشیوں کا معلوم نہیں اس میں اللہ کی کیا مصلحت ہے۔اسلئے مجبور ہوں۔میرے ماں باپ بھائی بہن سب ہی پاکستان ہجرت کرتے ہوئے اللہ کو پیارے ہوگئے۔رشتے دار سب اپنی اپنی مصروفیتوں کے ساتھ اپنی اپنی راہ پر چلے گئے۔زندگی کے ساتھی کو بھی جانے کی جلدی تھی۔خدا کے بعد صرف ایک تمہارا ہی سہارا ہے۔میں اس بھرے گھر کے ساتھ وجاہت کو تمہاری سپردگی میں دیتی ہوں۔میری بہو ڈھونڈ کر ایسی لانا۔جو اس گھر کی حفاظت کر سکے۔اور میرے بیٹے کو وہ رفاقت دے جو صحیح معنوں میں ایک مشرقی لڑکی کا شیوا ہے۔میرے سارے طور طریقے اسے ایسے سکھا دینا بالکل ایسے جیسے میں اسکے اندر تحلیل ہوگئی ہوں۔میرا وجاہت تب ہی خوش رہ سکتا ہے۔مجھ سے وعدہ کرو میرا کام تم اسطرح سے کروگی۔جیسے میں کرتی۔وعدہ کرو حسنہ۔یوں سمجھ لو یہ میری آخری خواہش ہے۔اور جنتی باتیں کرتے کرتے سوگئیں۔صبح جب میں انکے کمرے میں آئی۔کھڑکی سے پردے ہٹائے۔پاس آکر دیکھا تو وہ دور جا چکی تھیں۔رات کے نہ جانے کس پہر میں چلی گئیں۔پتہ ہی نہیں چلا میں تو کمرے میں ٹھیک چھوڑ کر گئی تھی' یہ کہہ کر خالہ زار و قطار رونے لگیں۔

ندرت کا بھی دل بھر آیا۔وہ بھی خالہ کے گلے لگ کر ایسے روئی۔جیسے اس کا کوئی بہت اپنا چلا گیا ہو۔اور خبر ابھی ابھی ملی ہو۔جب دونوں کا دل کچھ ہلکا ہوا۔تو خالہ کا ہاتھ پکڑ کر بولی۔

'خالہ میرا آپ سے ہی نہیں خود سے یہ وعدہ ہے۔میں آپکا یہ وعدہ ٹوٹنے نہیں دونگی۔جیسا آپ نے وعدہ ماں سے کیا تھا۔اور آپ قائم ہیں ایسا ہی وعدہ میں آپ سے کر رہی ہوں۔میرے اندر ماں کی روح سراہیت کرتی جارہی ہے۔میں بدلنے لگی ہوں۔میں ویسی ہی بن جاؤنگی۔جیسی وہ تھیں یا جیسا وہ مجھے دیکھنا چاہتی تھیں۔مگر ایک وعدہ آپ کو بھی مجھ سے کرنا ہوگا۔میں آپکی بہو نہیں بیٹی ہوں۔آپ مجھے وہ سب سکھائینگی بھی اور سمجھائینگی بھی۔میں نے ماں کو دیکھا نہیں۔آپ نے انہیں ساری عمر دیکھا ہے۔وجاہت صاحب کو بھی میں نہیں جانتی۔وہ کیا پسند اور ناپسند کرتے ہیں۔یہ سب مجھے سمجھنے میں وقت لگے گا۔کئی مرتبہ غلطیاں بھی ہونگی۔آپ مجھے ماں بن کر سمجھائینگی۔تب ہی میں اس خوبصورت گھر کی حفاظت کر سکتی ہوں۔'

خالہ نے بڑھ کر ندرت کا ہاتھ چوم لیا۔'شکر ہے میرے مولا کا۔دلہن۔تم اور تمہاری خوشیاں سلامت رہیں۔وقعی تم وہی لڑکی ہو۔جسے دیکھ کر میرے دل نے کہا تھا۔یہی ہے وہ لڑکی۔جس کا اس گھر کو انتظار تھا۔'وہ تیزی سے اٹھیں۔

'خالہ بیٹھیں۔باتیں کریں۔مجھے آپ سے باتیں کرنا بہت اچھا لگ رہا ہے۔'

'بیٹا میں شکرانے کے دو نفل پڑھ کے آتی ہوں۔کل سے میں بہت فکرمند تھی۔'

خالہ شکرانے کے نفل پڑھنے چلی گئیں۔ندرت کا بھی دل نہیں لگ رہا تھا۔بڑے لان میں جا کر ٹہلنے لگی۔خالہ سے باتیں کر کے اور کچن گارڈن کی خوبصورتی سے وہ بہت مرعوب ہوگئی تھی۔لان کی ہر ہر چیز کو بہت اپنائیت اور دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔جیسے جیسے اور جس طرف بھی دیکھتی جاتی،،وہ خود کو بہت ہی منفرد دنیا میں پاتی تھی۔اسے سب کچھ بہت اچھا لگ رہا تھا۔بالکل ایسے جیسے وہ کسی خیالی دنیا میں گھوم رہی ہو۔

لان کے ایک کارنر میں درخت کے ایک موٹے تنے کو چوڑائی۔میں سے دو حصوں میں کاٹ کر الگ الگ بینچ کی شکل دی ہوئی تھی۔ٹیبل بھی پتھر سے بنی ہوئی تھی۔ایک سائڈ پر سفیدے کی شاخوں کو کاٹ کر ایک مالی کا اسکیچ بنایا تھا۔سر پر بانس کی تیلیوں سے بنا ہیٹ تھا۔وہ ہاتھوں سے ایک گاڑی کھینچ رہا تھا۔جس پر چھوٹے چھوٹے بہت سارے مختلف رنگوں کے پینزی سے بھرے گملے رکھے ہوئے تھے۔وہ بہت دیر تک خوبصورتی اور آرٹ کے نمونے میں کھوئی رہی۔پھولوں کے رنگ اس قدر خوبصورت تھے۔اور ایسی ترتیب سے رکھے تھے کے وہاں سے اسکا ہٹنے کا دل ہی نہیں چاہ رہا تھا۔آم کے درخت پر کوئل زور سے کوکی۔وہ چونکی اور بے چین ہوگئی۔پھر وہ لان کے ساتھ ساتھ چلنے والی۔راہ داری پر تیز تیز چلنے لگی۔وہاں دو ایملتاس کے اونچے اونچے درخت پھولوں سے لدے اس کے منتظر تھے۔وہ بچپن سے ان پھولوں کی شیدائی تھی۔لگانے والے نے کیا ذہانت اور خوبصورتی سے یہ درخت لگائے تھے۔دونوں درختوں کے درمیان فاصلہ تھا۔اور اس فاصلے میں چار آئی وی سے ڈھکے خوبصورت پلرز۔اور ان پلرز پر ایک خوبصورت مچان جسکی چھت بھی آئی وی نے بہت خوبصورتی سے ڈھک لی تھی۔ایملتاس کے دونوں درختوں نے بھی اوپر جا کر اپنے اپنے گدُھے اس طرح سے نزدیک کر لئے تھے۔جیسے پھولوں کی ٹوکریاں اٹھائے دو دربان کھڑے ہوں۔پھولوں کے گچھے ہل ہل کر ایک عجیب روحانی ماحول پیدا کر رہے تھے۔

ندرت اس قدر خوش ہوئی کے اسے لگا جیسے وہ بھی پھولوں کے ساتھ۔ساتھ جھوم رہی ہے۔وہ اس خوبصورت مچان پر چڑھنے کے لئے راستہ ڈھونڈنے لگی۔اسے چھپی ہوئی ایک بانس کی سیڑھی نظر آئی۔وہ بغیر سوچے سمجھے سیڑھی پر چڑھ گئی۔

اب وہ مچان کے اندر تھی۔لکڑی کے فرش پر ایک سفید بالوں والا نرم غالیچہ پڑا تھا۔کونے میں ایک روکنگ چیر۔کچھ کشن اور ایک سائیڈ ٹیبل پر رکھی ایک ڈائری اور ایک کونے میں خوبصورت بانسری۔

ندرت نے بانسری اٹھالی۔بانسری کی دھنوں کے لئے وہ ہمیشہ سے ہی پاگل تھی۔اسکے کانوں میں بانسری کی دھنیں رس گھولنے لگیں۔ایملتاس کے پھول جھمکوں کی شکل میں کھڑکی سے آ کر تاک جھانک کرنے لگے۔وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔اونچائی سے اسے اور بھی سب کچھ بہت اچھا لگنے لگا۔اسنے آنکھیں بند کر لیں۔ایک جادوئی کیفیت اسپر طاری تھی۔اسے لگا جیسے وہ کوئی شہزادی ہو۔اور انجانے راستوں پر نکل آئی ہو۔راستے میں ہر طرف جادوئی نظارے۔اس کے اردگرد گھوم رہے ہوں۔شام بھی نزدیک ہی تھی۔

صبح سے اب تک اس پر نئے نئے انکشاف ہو رہے تھے۔اسکی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کے وہ خواب میں ہے یا حقیقت میں اسکی دنیا بدل گئی ہے۔اسکے خواب وخیال میں بھی نہیں تھا۔کہ اسکی دنیا اس قدر خوبصورت اور رومان سے بھر جائے گی۔اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔وہ بے خودی میں کرسی پر ہی سو گئی۔

اور نیم خوابوں میں بولنے لگی۔

اے خدا یہ کیا ہے اگر یہ خواب ہے تو میرا خواب نہ ٹوٹے۔میں اسی کیفیت میں سوتی رہوں۔مجھے سب کچھ بہت اچھا لگ رہا ہے۔یہ دینا بہت خوبصورت ہے میں اس دنیا سے الگ نہیں ہونا چاہتی۔

کیا میں اتنی خوش قسمت تھی کہ مجھے بن مانگے اتنا کچھ مل گیا۔میں ایسی ہی دینا تو چاہتی تھی۔

واقعی کیا یہ سچ ہے۔؟اور تم اتنی خوش ہو۔آنکھیں بند کئے کئے اسے لگا جیسے وہ کسی مضبوط ہاتھوں کے حصار میں ہے۔پھر ایک بہت ہی خوبصورت خوشبو اسکی سانسوں سے ٹکرائی۔وہ اس جادوئی اور رومانوی دنیا کو کھونا نہیں چاہتی تھی۔حصار میں قید ہوتی چلی گئی۔وقت بھی کچھ دیر کے لئے ٹھہر گیا تھا۔

درختوں پر چڑیوں کے گھونسلے تھے۔شام بھی نزدیک تھی۔چہچہاتی ہوئی چڑیوں کے غول آ کر شاخوں پر بیٹھنے لگے۔ایک دم سے ہی اتنا شور۔خوشی اور اطمنان کا شور۔

بانہوں کا حصار ڈھیلا ہوا۔

تو دوست پسند آیا میرا آشیانہ۔۔۔۔۔؟

کہاں چلے گئے تھے آپ۔۔۔؟ ندرت نے سیڑھی سے اترتے ہوئے کہا۔اسکا پاؤ پھسلنے کو ہی تھا۔وجاہت نے سہارا دیتے ہوئے کہا۔

'کیا کہہ رہی تھیں آپ ایک بار پھر سے کہئے گا'

'یوں اچانک کہاں چلے گئے تھے آپ؟'

'سچ بتا دوں۔۔۔؟'

'ہاں بالکل سچ۔ندرت نے اس بار آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے ڈھٹائی سے اپنے رفیقِ سفر کو دیکھا۔وہ آنکھوں کے جادوئی سحر میں ڈوبتی چلی گئی۔اتنی اپنائیت اور محبت کی وہ تاب نہیں لا سکی۔آم کے درخت پر بیٹھی کوئل پھر زور سے کوکی۔۔۔۔

اسنے گھبرا کر آنکھیں نیچی کر لیں۔

ہمسفر میں تو کہیں گیا ہی نہیں تھا۔ایک رات کی دلہن کو چھوڑ کر میں کہاں جا سکتا تھا۔میں اسی مچان پر تھا یہی تو میرا

گوشہء عافیت ہے۔بچپن سے لے کر آج تک جب بھی تنہائی مجھے مارتی ہے میں یہاں آ کر پناہ لے لیتا ہوں۔میں اور میری بانسری کے سر مل جاتے ہیں۔اور کل کی رات تو میں اکیلا بھی نہیں تھا۔تمہارا خیالی پیکر میرے ساتھ تھا۔

ندرت اپنے رات کے رویہ پر پھر پشیمان تھی۔وہ بات کرنے کے لئے الفاظ ڈھونڈ رہی تھی۔الفاظ تھے کے کھوئے ہوئے تھے۔آنکھوں میں ندامت تھی۔نظریں نیچی کئے کھڑی تھی۔

ندرت کیا خیال ہے۔۔۔؟ مچان پر جا کر پھر بیٹھیں۔؟ اوپر سے چاند کو دیکھنا اچھا لگتا ہے۔ندرت اس زومانی جملے پر شرما کر خوشی سے بولی۔ہاں ضرور۔اچھا تو پھر اوپر جاؤ میں ابھی آیا۔وہ مچان پر جا کر بیٹھ گئی۔اس بار وہ جگہ اسے اور بھی اچھی لگی۔چاند بادلوں کی اوٹ سے نکل آیا تھا۔بادل چاند کے اردگرد بھاگ رہے تھے۔چاند کبھی چلتا ہوا لگتا تھا تو کبھی ٹھہرا ہوا۔وہ بچپن سے بادلوں اور چاند کی اس آنکھ مچولی کو دیکھتی آئی تھی۔بڑی ہوئی تو چاندراتوں سے اسے عشق ہو گیا۔ذہن کے کسی گوشے میں بانسری کے سُر راج کرنے لگے تھے۔نہ جانے کون تھا وہ اور کہاں تھا جو چاندراتوں میں بانسری بجایا کرتا تھا۔اسنے اسے کبھی دیکھا نہیں گرمی کی راتوں میں صحن میں لیٹ کر اپنا باریک ڈوپٹہ منہ پر ڈال لیتی اور تھوڑی تھوڑی دیر میں آنکھیں کھولتی تو چاند بادلوں کے ساتھ میں ادھر ادھر گھوم رہا ہوتا۔ساری ساری رات وہ اس آنکھ مچولی کے کھیل میں جاگتی رہتی۔نہ جانے کون تھا جو بانسری بجا کر اس کے من کے تار جھنجوڑ دیتا تھا۔اسکا کبھی اس کو دیکھنے کے لئے من نہیں کیا بس آنکھیں بند کئے سنتی رہتی تھی۔

اور آج وہی چاندرات اسکی زندگی میں حقیقت بن کر اتر آئی تھی۔بانسری بجانے والا بھی اسکے ساتھ تھا۔وہ آنکھیں بند کئے کرسی پر بیٹھی تھی۔کچھ ہی دیر میں وجاہت اسکے سامنے۔سفید کلف والا کرتہ پجامہ پہنے۔اسنے نظر اٹھا کر دیکھا بہت وجیہ لگ رہے تھے۔

'ندرت آپ چائے شوق سے پیتی ہیں یا پھر پینے کے لئے پی لیتی ہیں۔' چائے کا تھرماس ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔ہاں اگر خوبصورت ساتھ ہو تو چائے بہت شوق سے پیتی ہوں۔ندرت نے ذرا شوخی سے جواب دیا۔

'اس وقت میں کیا سمجھوں۔۔۔؟ آپ چائے شوق سے پئیں گی۔۔۔۔یا۔۔۔۔۔؟' وجاہت نے بات ادھوری ہی چھوڑ دی۔

' کچھ باتیں سمجھنے کی ہوتی ہیں۔۔۔۔۔کہہ دیا جائے تو۔۔۔جانتے ہیں کیا ہوتا ہے۔'

'کیا ہوتا ہے۔۔۔؟' وہ بالکل اسکے مدِ مقابل تھا۔

'خوشی کم ہو جاتی ہے۔' ندرت نے آنکھیں نیچے کئے کئے کہا۔

'اسکا مطلب میں یہ سمجھوں۔آپ میری سنگت میں خوش ہیں۔۔۔'

'جی۔'

'کیا میں یقین کرلوں کے آپ میرے ساتھ خوش ہیں۔اپنے دل و دماغ دونوں سے صلاح لے کر مجھے بتایئے گا' اس بار ندرت نے بہت سمجھداری سے بات کو سنبھالا اور اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھ دیا۔

وجاہت صاحب میں اس چاند کے سامنے اقرار کرتی ہوں کے میں آپکا ساتھ دل و دماغ دونوں کی رضا سے باخوشی قبول کرتی ہوں۔اور یہ خدا جانتا ہے اس میں کسی مصلحت کو دخل نہیں ہے۔رات میں بہت تھک گئی تھیں۔ندرت نے نظریں نیچی کر کے کہا۔

چلئے مان لیتے ہیں کہ آپ تھک گئی تھیں۔لیکن اتنا ضرور جان لیجئے کہ کالے ہیں تو کیا ہوا دل والے ہیں۔پھر اور شوخی سے کہا اور 'ہاں میرے وجود سے آپکی نظر ٹوٹتی رہے گی'

ندرت پھر شرمندگی سے بولی۔'پلیز ایسا مت کہئے۔میں شرمندہ ہوں اپنے رویئے کے لئے۔اپنے دل سے ہر کدورت کو نکال پھنکئے۔آپ بہت عظیم ہیں۔اور مجھے فخر ہے کے مجھے آپ جیسا ساتھی ملا۔آپ کو مجھ سے کبھی کوئی شکایت نہیں ملے گی۔بخدا میں نے ایسی ہی زندگی کی تمنا کی تھی۔میں آپکی دوست بن کر آپ کی زندگی سے ہر تنہائی کو ختم کر دونگی۔یہ میرا وعدہ ہے۔خالہ نے جب مجھے ماں کے بارے میں مجھے بتایا ہے۔میں انکو اپنے اردگرد محسوس کر رہی ہوں۔میں آپکو یقین دلاتی ہوں کے میں انکی روح کو کبھی مایوس نہیں کرونگی۔میں ویسے ہی بن جاونگی جیسا وہ مجھے چاہتی تھیں۔اب آپ اپنے ساتھ انکی بھی پسند اور نہ پسند بتائینگے۔میں انکی ہر بات ہر طریقہ اپنانا چاہتی ہوں'

وجاہت شرارت سے مسکرائے۔'تو پھر مما بنا پڑے گا'

'مطلب۔۔۔؟ مطلب کیا ہے۔۔۔؟'

'مطلب یہ کہ میری ماں اپنا گھر معصوم قہقہوں اور چھوٹے چھوٹے لڑائی جھگڑوں سے بھرا گھر دیکھنے کے خواب دیکھا کرتی تھیں۔اب بتاؤ کیا خیال ہے۔۔؟'

وجاہت شرارت سے پھر مسکرائے۔'بننا چاہو گی میرے لڑتے جھگڑتے بچوں کی مما۔؟'

'میں اکیلا تھا نا اسلئے میری ماں ایسے خواب دیکھا کرتی تھیں'

ابا بھی بہت ہی جلد ہم سے جدا ہو گئے تھے۔میری ماں بہت ہی بہادر اور صابر خاتون تھیں۔کبھی خدا سے کوئی شکوہ نہیں کیا۔صبر سے وقت گزارا۔ہم دونوں ماں بیٹے سے زیادہ اچھے دوست تھے۔انہوں نے میرا ساتھ اس طرح سے دیا کے مجھے کبھی کسی کمی کا احساس نہیں ہوا۔آج جو یہ سجا سجایا گھر دیکھ رہی ہو۔انہی کا بنایا ہوا ہے۔ہم نے خود کو اتنا مصروف کر لیا تھا۔اور اپنی چھوٹی چھوٹی خوشیوں میں اس طرح مگن ہوئے کے ہر دن بہت خوبصورت لگا۔۔اور وقت بہت خوبی سے آگے بڑھا۔اب تم آ گئی ہو۔مجھے یقین ہے کے آئیندہ وقت بھی سکون سے گزرے گا۔اور میری ماں کی روح بھی مطمئن ہو جائے گی۔لیکن ندرت خالہ کو کبھی تھوڑا سا بھی ناخوش نہیں کرنا میں

خالہ کو ماں کی پرچھائیں سمجھ کر پہچانتا ہوں۔بس یوں سمجھو۔کے یہ گھر میری ماں کا بنایا ہوا گھونسلہ ہے۔انہوں نے بہت محنت کی۔اسکول میں بھی اور گھر میں بھی بچوں کو پڑھاتی رہیں۔اور تعلیم کے اخراجات برداشت کرتی رہیں۔خالہ بھی ان کے شانہ بشانہ ساتھ تھیں۔نہ تو انہوں نے اپنی زندگی کا سوچا اور نہ خالہ نے۔دونوں کی زندگی کا مقصد میں تھا۔میں نے اپنی ماں کو تن اور من سے اس گھر کا دیکھا ہے۔ میں تمہیں بھی ایسا ہی دیکھنے کی خواہش رکھتا ہوں۔گھر تب ہی مکمل ہوتا ہے جب اس میں پیار ہو۔گھر کے ماحول میں محبت کی چاشنی ملی ہو۔تب ہی خشبودار پھول کھلتے ہیں۔خوبصورت رنگوں کی تتلیاں اڑتی ہیں۔اور رحمت کے فرشتے کچھ خوشی بکھیر جاتے ہیں گھر چاہے چھوٹا ہو یا بڑا۔۔۔۔بس گھر ہوتا ہے۔خوشی ہو تو گھونسلہ میں بھی آرام۔اور خوشی نہ ہو تو محل بھی ویران میں اپنی ماں کے بنائے ہوئے گھونسلہ کی حفاظت اب تمہارے ہاتھ میں دیتا ہوں اور یہ بندہ ناچیز تمہارا نگہبان اور چوکیدار۔۔۔۔۔۔ہر دم تیار۔۔

وجاہت نے بہت تابیداری سے سینے پر ہاتھ رکھ کر قدرے جھک کر اس طرح سے کہا۔کے ندرت کو بے اختیار ہنسی آ گئی۔اور دونوں قہقہے لگاتے ہوئے مچان سے نیچے اتر آئے۔

وجاہت اور ندرت خوشیوں سے سرشار وقت کے ساتھ چلتے رہے گھر میں خوشیاں آئیں۔ایک نہیں۔دو نہیں۔تین نہیں۔پانچ بچوں کی زندگیاں وجود میں آئیں۔وہ ہنستے۔کھیلتے۔لڑتے جھگڑتے بڑے ہوئے۔تعلیم حاصل کی ترقی کی دوڑ میں شامل ہوئے۔وقت کے تقاضے کے ساتھ۔ایک کے بعد ایک۔اعلیٰ تعلیم کے لئے ولایت جاتے رہے۔

گھونسلے کے مکین اپنی ہی چھت کے نیچے بچوں کے جانے اور آنے کے انتظار میں دعاؤں کے لئے ہاتھ پھیلائے بیٹھے رہے۔ محنت اور ان تھک محنت کے نتیجے میں پانچوں بچے اپنی اپنی جگہ سیٹ ہو گئے۔سب بچوں کے زندگی کے ساتھی آئے۔اور اپنے اپنے رنگ کے ساتھ اپنا اپنا مزاج بھی لائے۔آنا اور جانا لگا رہتا تھا۔

بانسری کے سراب بھی فضا کو خوشگوار بناتے تھے۔لیکن اکثر لے درد کا، جدائی کا گیت الاپنے لگتی تھی۔وجاہت اور ندرت ہنستے ہنستے۔ایک دوسرے کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی تنہائی کی چادر میں لپٹ جاتے تھے۔دونوں جدا جدا۔اکیلے اکیلے۔ساتھ ساتھ۔ایک دوسرے سے بے نیاز۔دل وہ کچھ مانگتا تھا۔جو کھو گیا تھا۔جوانی کے ساتھ بہت کچھ کھو دیا تھا انہوں نے۔جسم سفر کرتے کرتے تھک رہے تھے۔

ایک شام بانسری کے سر دھیمے ہوتے ہوتے ایسے ٹوٹے۔کے خود ندرت کو بھی پتہ نہیں چلا۔جب ہوش آیا تو بانسری سے خوبصورت دھن بجانے والا ابدی نیند سو گیا تھا۔وہ اکیلی بیٹھی تھی۔بچے ساتھ سمندر پار دوسرے ملک میں اور وہ تنہا۔کوئی آ سکا اور کوئی نہیں آ سکا۔جو آیا وہ بھی چند دنوں کی چھٹی کے بعد چلا گیا۔

ندرت حیران اور پریشان سفید ڈوپٹہ اوڑھے بیٹھی تھی اب وہ تھی اور خالی گھونسلہ تھا۔تمام دن خالی خالی گھر میں ادھر

سے ادھر پھرا کرتی تھی۔ کچھ بچے تھے جو صبح شام ان سے پڑھنے آیا کرتے تھے۔ اور ایک دن سب سے بڑا بیٹا آیا۔ ماں کا پاسپورٹ بنایا۔ کچھ کاغذی کاروائی کی اور ولایت لے گیا۔ ندرت کا اپنے گھر کی چھت سے جانے کو دل نہیں مانتا تھا لیکن پانچ بچوں کا اصرار تھا۔ ماں ہم نہیں آسکتے تم آجاؤ۔ یہاں کی دنیا بہت مختلف ضرور ہے لیکن ہم یہاں ہیں۔ اور ندرت دل پر پتھر رکھ کر چلی گئی۔ اس دنیا کو بہت خوبصورت پایا لیکن اپنی دنیا بدل گئی تھی۔ باری باری سب کے پاس رہیں لیکن وہ سب بچوں کے گھر تھے۔ ہر کمرہ کسی نہ کسی بچے کا تھا۔ کہتے تو تھے سب دادی ماں لیکن نہ تو کسی کے پاس وقت تھا اور نہ کوئی ایک الگ کمرہ۔ بیگ اٹھائے اٹھائے کبھی ایک گھر تو کبھی دوسرے گھر۔

پھر طے یہ ہوا۔ کے سب سے چھوٹی بیٹی بقول بڑی بہو کے اماں کو سب سے زیادہ پیاری بھی ہے اور اس کے پاس وقت بھی ہوتا ہے۔ اسلئے ندرت کو وہاں منتقل کر دیا گیا۔ چار بیٹوں کی اماں بیٹھی سوچ رہی تھی کے اب اس بیٹی کے گھر میں بھی جگہ نہ بنی تو کہاں جاؤنگی۔۔۔؟ وہ آہ زردہ تھی کچھ دیر کے لئے سوگئی۔ وجاہت خواب میں کہہ رہے تھے۔

'ندرت دکھی کیوں ہو۔۔۔؟ کیا حقیقت کو نہیں سمجھتیں۔ یہ گھر تمہارے بچوں کے ہیں یہاں تو تم ملنے کے لئے آئی ہو۔ آؤ اپنے گھر۔ تمہارا یہ گھونسلہ تمہارا یہ گھر۔ اس کے در و دیوار تمہارے منتظر کھڑے ہیں۔ پھول کھلتے ہیں تو تمہارے لئے۔ خوشبو بکھرتی ہے تو تمہارے لئے۔ اور میں بھی تمہیں یہاں نہ پا کر اداس ہو جاتا ہوں۔ آجاؤ۔ میں ہوں نا۔ میں کرونگا تمہاری حفاظت۔۔'

اور دوسرے ہی ہفتے ندرت نے اپنا بیگ پیک کر لیا۔ یہ کہہ کر کہ تمہارے ابا کی پہلی برسی ہے میں اپنے ہی گھر میں ہی فاتحہ کراؤنگی۔

۔:ختم شد:۔